

عہد جاہلیہ اور عہد رسالت میں کتابت

غزل کاشمیری

مؤرخین کا اس میں اختلاف ہے کہ عرب میں کتابت اور خطاطی کا فن کب شروع ہوا۔ بعض کی رائے میں حضرت ایوب علیہ السلام کے وقت میں عرب میں یہ فن موجود تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے عہد سے شروع ہوا۔ بہرحال اس میں شک نہیں کہ آغاز اسلام سے پہلے عرب میں اس کا رواج ہو گیا تھا اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد میں اس کو بہت ترقی دی۔ (۱)

قبل از اسلام عربوں کے بارے میں ہم یہ مبالغہ آرائی نہیں کر سکتے کہ وہ سامان کتابت کے فقدان کی وجہ سے اپنے آثار و آداب کی حفاظت کے سلسلہ میں صرف اپنے حافظے پر اعتماد کرتے تھے اور فن کتابت سے بالکل بے گانہ تھے۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ شمالی عرب کے لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ مکہ مکرمہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ایک مشہور تجارتی مرکز تھا۔ اور اس میں لکھنے پڑھنے والے لوگ مدینہ کی نسبت زیادہ تھے۔ نظر بریں بعض روایات میں وارد شدہ یہ قول بعید از قیاس ہے کہ مکہ مکرمہ میں اس وقت لکھنے پڑھنے والوں کی تعداد دس سے کچھ ہی زیادہ تھی۔ جیسا کہ صحیفہ ہمام بن منبہ صفحہ ۳ پر ڈاکٹر

حمید اللہ بار بار اس روایت کو دہراتے ہیں۔ مؤرخین بھی بکثرت اس فقرے کا اعادہ کرتے رہتے ہیں کہ ،،عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج بہت کم تھا۔ (۲)

ایسی روایات اگر درست تسلیم بھی کر لی جائیں تو صحیح اعداد و شمار پر مبنی معلوم نہیں ہوتیں۔ بلکہ ان میں صرف ظن و تخمین کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔ ظاہر ہے کہ محض قیاس آرائی کی اساس پر ایسے اہم مسئلہ کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ یہ درست ہے کہ ہمارے پاس ایسے عقلی و نقلی دلائل موجود نہیں جن کی بنا پر ہم یہ ثابت کر سکیں کہ اس دور میں لکھنے پڑھنے والے بہت بڑی تعداد میں موجود تھے اور نہ ہی ہمیں اس مبالغہ آمیزی کی ضرورت ہے کہ جزیرہ نما عرب اس وقت لکھنے پڑھنے والوں سے بھرپور تھا۔

عربوں میں اگرچہ کتابت کا عمومی رواج نہ تھا تاہم تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں بہت سے افراد لکھنا پڑھنا جانتے تھے، کتابت وہیں پروان چڑھتی ہے جہاں تمدن ترقی کرتا ہے اہل حیرہ میں چونکہ ثقافت پہلے آ گئی تھی لہذا عربوں نے فن کتابت انہی سے سیکھا تھا۔ (۳) اگرچہ عرب میں کوئی باقاعدہ مدرسہ یا ادارہ قائم نہیں ہوا تھا لیکن اسلام سے پہلے یہاں عمران کی نشوونما شروع ہو گئی تھی۔ اور کتابت کی کونپلیں پھوٹنے لگی تھیں۔

بلاذری کے قول کے مطابق اسلام سے پہلے قریش میں سترہ آدمی لکھنا پڑھنا جانتے تھے، جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں :-

- (۱) عمر بن الخطاب۔ (۲) علی ابن ابی طالب۔ (۳) عثمان بن عفان (۴) ابو عبیدہ بن الجراح۔ (۵) طلحہ۔ (۶) یزید بن ابی سفیان۔
- (۷) ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ (۸) حاطب بن عمرو۔ (۹) ابو سلمہ

بن عبدالاسد المخزومی (۱۰) ابان بن سعید بن العاص بن أمیہ
 (۱۱) ان کے بھائی خالد بن سعید (۱۲) عبداللہ بن سعد بن ابی السرح
 العامری (۱۳) حویطب بن عبدالعزی العامری (۱۴) ابوسفیان بن
 حرب (۱۵) معاویہ بن ابی سفیان (۱۶) جہیم بن الصلت
 (۱۷) العلاء بن الحضرمی جو قریش کے حلیف تھے -

بلاذری ہی کے قول کے مطابق جب مدینہ میں اسلام آیا تو وہاں
 گیارہ آدمی لکھنا پڑھنا جانتے تھے ، مگر بلاذری نے ان کا تبوں کے نام
 نہیں بتائے - (۳)

طبقات ابن سعد کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حسب ذیل
 حضرات بھی لکھنا پڑھنا جانتے تھے :-

(۱) ابی بن کعب (۵) (۲) سعید بن الربیع (۶) (۳) عبداللہ بن
 رواحہ (۷) (۴) بشیر بن سعد (۸) (۵) عبداللہ بن زید (۹) (۶) المنذر
 بن عمرو (۱۰) (۷) ابو عبس (۱۱) معن بن عدی بن الجد (۱۲) (۹) حنظلہ
 بن الربیع (۱۳) .

اس کے علاوہ عربوں میں جو شخص کتابت ، تیر اندازی اور
 تیراکی میں ماہر ہوتا تھا اُسے ,,الکامل,, کہا جاتا تھا - جن چند
 خوش قسمتوں کو یہ لقب ملا ان میں سے بعض کے نام مندرج ذیل
 ہیں :-

(۱) سعد بن عبادہ (۲) اوس بن خولی (۳) اسید بن الحضیر

(۴) رافع بن مالک (۱۴) سوید بن الصامت (۱۵)

مردوں کے علاوہ عورتوں کو بھی لکھنا پڑھنا آتا تھا ان میں سے

چند ایک کے نام مندرجہ ذیل ہیں

(۱) ام ورقہ بنت عبداللہ الحارث (۲) الشفاء بنت عبداللہ العدویہ -

(۳) ام کلثوم بنت عقبہ (۴) کریم بنت مقداد (۵) ام سلمہ (۶) حضرت

عائشہ (۱۶)

عربوں کے بعض غلام بھی لکھے پڑھے ہوتے تھے۔ حضرت عمر کے غلام عمرو بن رافع نے حضرت حفصہ کیلئے مصحف لکھا تھا۔ (۱۷) ابن الندیم نے الفہرست میں لکھا ہے کہ میں مامون الرشید کے کتب خانے میں گیا، وہاں ایک دستاویز دیکھی جو عبدالمطلب ابن ہاشم کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی۔ تحریر یہ تھی:

”حق عبدالمطلب بن ہاشم من اهل مكة فلان بن فلان الحميري من اهل وزل صنعاء عليه الف درهم فضة كئلاً بالحديدة ومتى دعاه بها اجابه شهد الله والملكان“ (۱۸)

ترجمہ: یہ عبدالمطلب بن ہاشم جو مکہ کا باشندہ ہے کا قرضہ فلان شخص پر ہے جو صنعاء کا رہنے والا ہے۔ یہ چاندی کے ہزار درہم ہیں جب طلب کیا جائیگا وہ ادا کرے گا۔ خدا اور دو فرشتے گواہ ہیں۔“

۳۵ء میں عدی بن زید العبادی پہلا عربی شخص تھا جس نے دیوان کسریٰ میں ملازمت اختیار کی تھی اور وہاں وہ عربی کتابت کرتا تھا۔ (۱۹)

عربوں میں بچوں کو ایام عرب، اشعار اور کتابت کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی تھی اور انکے معلم مقرر تھے۔ چند ایک معلمین یہ ہیں :-

(۱) ابو سفیان بن امیہ بن عبد شمس، (۲) بشر بن عبد الملک السکوتی (۳) ابو قیس بن عبد مناف بن زہرہ (۴) عمرہ بن ضرارة الکاتب (۲۰)

جاہلیت میں ادبی مقابلے خاص کر شاعری میں بہت ہوا کرتے تھے جو قصیدہ کسی مقابلہ میں شاہکار قرار دیا جاتا تو اسے لکھ کر کعبہ پر لٹکا دیا جاتا تھا۔ اس کا بھی ثبوت ہمارے پاس ”سبعہ

معلقات ، ہیں - عرب اپنے تاریخی واقعات کو پتھروں پر لکھا کرتے تھے جدید کھدائی سے اس کی تحقیق ہو چکی ہے۔ یہ تحریریں زیادہ تر جزیرہ عربیہ کے شمالی اطراف میں ملی ہیں انہی اطراف سے عربوں کا اتصال ایرانی اور رومی تہذیب کے ساتھ تھا - (۲۱) چند ایک تحریروں کے نام مندرجہ ذیل ہیں :

(۱) جب قریش نے کعبہ کی تعمیر نو کیلئے اسے منہدم کیا تو اس کے ایک رکن سے یہ کتبہ برآمد ہوا جس پر کندہ تھا ،،السلف بن عبقر یقرأ علی ربہ السلام ،، (۲۲)

ترجمہ : ،،سلف بن عبقر اپنے رب پہ سلام بھیجتا ہے - ،،
 (۲) امام بخاری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ کفار کو ،،المقام،، کے نیچے سے ایک کتبہ ملا تھا اسے پڑھنے کیلئے حمیر سے آدمی بلایا گیا تھا - اس نے کہا ،،اس میں ایک حرف ایسا ہے اگر میں بیان کر دوں تو تم لوگ مجھے قتل کر دو گے - ،، راوی کہتا ہے ہم نے گمان کیا کہ وہ حرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے - پس ہم نے اُسے چھپا دیا - (۲۳)

جنگ بدر کے جو قیدی فدیہ ادا نہ کر سکتے تھے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا تھا کہ اس کی بجائے وہ دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں - (۲۴) جیسا کہ گذر چکا ہے کہ مدینہ میں اسلام سے قبل اوس و خزرج لکھنا پڑھنا جانتے تھے - جفینہ کو مدینہ منورہ میں کتابت کیلئے ہی بلایا گیا تھا - (۲۵)

عربوں میں متعدد حضرات لکھنا تو جانتے تھے مگر چونکہ عربوں میں کتابت کو زیادہ وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا - لہذا وہ اپنی دستگاہ کتابت کو آشکارا نہ کرتے تھے - محضر شاعر ذوالرمہ اپنی کتابت کو ظاہر نہیں کیا کرتا تھا - (۲۶) کفار مکہ نے جب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سماجی بائیکاٹ کیا تھا تو اس بائیکاٹ کا نسخہ لکھ کر کعبہ پر لٹکا دیا تھا - (۲۷)

ایمان لانے سے قبل حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ارقم کے گھر میں اپنی ہمیشہ پر تشدد کیا مگر جب ان کا عزم و ثبات دیکھا تو کہا ،، اعطونی هذا الكتاب الذي عندكم فاقراه .. (۲۸)

ترجمہ : مجھے وہ کتاب دو جو تمہارے پاس ہے - تاکہ میں اُسے پڑھوں - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کسی صحیفہ میں لکھا ہوا تھا - جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے تو اس خوشی میں حضرت ارقم نے اپنے بیٹے کو یہ جائیداد وقف کی - اور اسے باقاعدہ وثیقہ میں لکھا اس کے لفظ یہ تھے :-

،، بسم الله الرحمن الرحيم - هذا ما قضى الارقم في ربه ما حاز الصفاء انها محرمة بمكانها من الحرم لاتباع ولا تورث .. (۲۹)

ترجمہ : ،، شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے - یہ وہ فیصلہ ہے جو ارقم نے اپنے مکان کے بارے میں کیا ہے - جو صفاء سے ملحق ہے ، کہ وہ حرم میں ہونے کے سبب خود بھی حرمت والا ہے - اس کو نہ خریدا جائیگا اور نہ اس میں وراثت جاری ہو گی -

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بدر سے قبل مسلمان ہو چکے تھے مکہ کی تمام خبریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھ کر بھیجا کرتے تھے ، مکہ کے بے سہارا مسلمانوں کیلئے آپ ڈھال بنے ہوئے تھے - اور مشکل وقت میں مسلمان آپ ہی کے پاس آتے تھے - آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا کہ انہیں مدینہ آنے کی اجازت دی جائے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لکھا :

،، ان مقامک مجاہد حسن .. (۳۰)

ترجمہ : ،، تمہارا مکہ میں رہنا بہترین جہاد ہے -

بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد مدینہ میں اسلام پھیلنا شروع ہوا تو انصار نے ایک آدمی کے ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خط ارسال کیا۔ اس کا مضمون یہ تھا :

„البعث الینا رجلاً یفہننا فی الدین ویقرأنا القرآن“ (۳۱)

ترجمہ : „آپ ہمارے پاس ایک آدمی بھیجیں جو ہمیں دین کے احکام سمجھائے اور قرآن پڑھائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی کا نزول ہوا تو آپ سخت گھبرائے اور آپ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو تسلی دینے کے بعد اپنے عیسائی چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ ورقہ کے بارے میں احادیث میں آتا ہے :

„وکان یکتب الکتب العبرانی فیکتب من الانجیل بالعبرانیہ

ماشاء اللہ ان یکتب“ (۳۲) .

ترجمہ : „ورقہ عبرانی زبان میں کتابت کرتا تھا اور جتنا اللہ نے چاہا وہ انجیل کو عبرانی زبان سے عربی زبان میں لکھتا تھا : -

شارحین لکھتے ہیں کہ وہ انجیل کو عبرانی اور عربی دونوں

زبانوں میں لکھ سکتا تھا - (۳۳)

عربوں میں کتابت کیلئے پتھر، ہرن کی کھال، ہڈی، چمڑا، کھجور کے پتے اور قرطاس وغیرہ کا استعمال ہوتا تھا۔ ڈاکٹر حمید اللہ فرماتے ہیں - ۱۳۵۸ھ میں جب میں مدینہ منورہ تھا تو جبل سلع کے جنوب میں قدیم رسم الخط میں „آتی علی بن ابی طالب“ کو دیکھا تھا - (۳۳)

بعثت نبوی سے کچھ عرصہ قبل ابوسفیان اور عباس تجارت

کیلئے یمن گئے ابو سفیان کو ان کے بیٹے حنظلہ نے خط لکھا (انی اخبارک ان محمداً قام بالابطح غدوة فقال انا رسول اللہ ادعوکم الی

اللہ) ، میں آپ کو خبردار کر رہا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صبح کے وقت ابطح پہ کھڑے ہوئے اور کہا میں اللہ کا رسول ہوں اور تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں ، - (۳۵)

اسلام سے قبل عربوں میں کتابت کے بعد اب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت کے بارے میں کیا اہتمام فرمایا؟ نزول وحی کے بعد کتابت نہایت ضروری ہو گئی تھی - یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کو حسب نزول مدون کراتے رہے - علاوہ ازیں کتابت سے متعلق آپ کے کئی احکامات منقول ہیں -

خود قرآن مجید میں اللہ رب العزت حکم دیتے ہیں:
 ،، یا ایہا الذین امنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی
 فاکتبوه ،، (۳۶)

،، اے ایمان والو! جب تم کسی معینہ مدت کیلئے ایک دوسرے کو قرض دو تو اسے لکھ لیا کرو -

پھر آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے کہ :
 ولا تستموا ان تکتبوه صغیراً او کبیراً الی اجلہ ذلکم اقسط عند اللہ
 واقوم للشہادۃ وادنی الا ترتابوا ،، (۳۷)

ترجمہ :- ،، قرض چھوٹا ہو یا بڑا تم اسے ضبط تحریر میں لانے سے مت اکتاؤ - یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اور گواہی کیلئے زیادہ پکی ہے اور اسی بات سے زیادہ قریب ہے کہ تم شک میں پڑو ،،

مسلمانوں نے فوراً ان قرآنی ہدایات پر عمل کرنا شروع کر دیا تھا - حضرت اسماء بنت مخربہ ایک صحابیہ عطر فروخت کیا کرتی تھیں - ایک دوسری صحابیہ حضرت ربیع بنت معوذ بن عضرہ نے چند انصاری عورتوں کے ساتھ ان سے عطر خریدا جب وہ وزن کر کے ان

کی شیشیوں میں ڈال چکیں تو کہا :
 ,,اكتبن لی علیکن حقّی ,, (۳۸)

ترجمہ : اپنے اوپر میرا قرض مجھے لکھ دو ,,

حضرت انس بن مالک نے جب اپنے غلام سیرین سے مکاتبت کی
 تو اُسے باقاعدہ وثیقہ کی شکل میں لکھا - مہر والی مٹی صحیفہ کے
 وسط میں تھی - اور اردگرد عبارت لکھی ہوتی تھی - (۳۹)

جو جو اسلامی ریاست وسعت اختیار کرتی گئی ، خارجی دنیا سے
 رسل و رسائل کی ضرورت بڑھتی گئی - نئے نئے معاہد و موثیق ہونے
 لگے - لہذا کتابت وقت کا ایک ناگزیر تقاضا بن گئی - اس سے
 مسلمانوں میں قاریوں اور کاتبوں کی اچھی خاصی تعداد پیدا ہو گئی -
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ثابت سے پوچھا ,,میرے پاس
 لوگوں کے خطوط آتے ہیں میں نہیں چاہتا کہ انہیں کوئی اور پڑھے
 تم عبرانی (یا سریانی) سیکھ سکتے ہو ؟ ,, حضرت زید نے کہا
 ,,جی ہاں,, چنانچہ حضرت زید نے عبرانی زبان سترہ دنوں میں سیکھ
 لی - (۴۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے کاتبوں کا تقرر فرمایا -
 مسعودی نے ان کاتبوں کے نام لکھے ہیں اور ان کے آخر میں لکھ دیا
 ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کتابت پہ دوام اختیار کیا - اور ایک
 طویل مدت تک کتابت کے ساتھ متصل رہے - معمولی لکھے پڑھے
 حضرات کو ہم نے کاتبوں میں شمار نہیں کیا - (۴۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت مدینہ کیلئے راستے میں
 تھے تو آپکو سراقہ بن جُعشم نے آن لیا - اس وقت نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اسے جو امان نامہ دیا تھا وہ باقاعدہ تحریری انداز میں تھا -
 شبلی کہتے ہیں ,,اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پریشانی کی حالت میں

بھی آپ قلم دوات ساتھ رکھتے تھے۔ ” (۳۲)

صحیح بخاری میں ہے کہ ۸ ھ فتح مکہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ ایک یمنی صحابی ابو شاہ نے کہا، ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ لکھ دیجئیے،“ آپ نے فرمایا، ”ابو شاہ کو لکھ دو،“ - (۳۳)

ہجرت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً کتابت کی طرف توجہ فرمائی اور مسجد نبوی کی تعمیر کے ساتھ ساتھ وہاں بچوں کی تعلیم و تربیت کیلئے مدرسہ کھول دیا اور اساتذہ کا تقرر کیا۔ ان اساتذہ میں سعد بن الربیع الخزرجی، بشیر بن ثعلبہ اور ابان بن سعید قابل ذکر ہیں۔ حضرت عبادہ بن الصامت کو اصحاب صفہ کی تعلیم و تربیت کیلئے مقرر فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن سعید بن العاص کو آپ نے عام مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے پر مامور کیا۔ (۳۴)

ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن عمر سے، روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے، ”کتاب الصدقہ“، تحریر فرمائی اور اس کو آپ نے ابھی اپنے عاملوں کی طرف روانہ نہ کیا تھا کہ آپ رحلت فرما گئے، یہ کتاب آپ کی تلوار کے ساتھ رکھی ہوئی تھی۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نے اس پہ عمل کیا۔ جب وہ بھی وفات پا گئے تو حضرت عمرؓ نے اس کے مطابق عمل درآمد کیا۔ یہاں تک کہ ان کی بھی وفات ہو گئی۔ ابو داؤد اور ترمذی نے اس نوشتہ کی حدیثوں کو نقل کیا ہے اور امام ترمذی نے اس کو روایت کر کے یہ بھی تصریح کر دی ہے کہ، ”والعمل علی هذا الحدیث عند عامة اهل العلم“ (۳۵)

ترجمہ: ”اس حدیث پر اکثر اہل علم کا عمل ہے۔“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نوشتہ ان دونوں کتابوں کے علاوہ مصنف ابن ابی شیبہ، دارمی، اور سنن دارالقطنی وغیرہ میں بھی مروی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات پر یہ تحریر آپ کے خاندان کے پاس چلی گئی۔ چنانچہ امام زہری کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسی کو حضرت عبداللہ ابن عمر کے ہر دو صاحبزادگان عبداللہ اور سالم سے لیکر نقل کر لیا تھا۔ امام زہری کہتے ہیں کہ میں نے اس نسخہ کو زبانی یاد کر لیا تھا۔ غالباً یہ وہی صحیفہ ہے جس میں لکھا ہے: ملعون بن سرق تخوم الارض، ملعون من تولى غير موالیه اوقال ملعون من حجد نعمة من انعم الله. ایک انصاری صحابی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھتے تھے اور آپ کی باتیں سنتے تھے ان کی یادداشت بہت کمزور تھی۔ انہوں نے اپنی اس کمزوری کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ یا رسول اللہ مجھے آپ کی باتیں بہت اچھی لگتی ہیں مگر میں انہیں یاد نہیں رکھ سکتا، آپ نے فرمایا، اپنے داہنے ہاتھ سے مدد لیا کرو، - (۳۶)

حضرت رافع بن خدیج نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی یا رسول اللہ ہم آپ کی فرمودہ باتیں سن کر لکھ لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا لکھ لیا کرو کوئی حرج نہیں۔ (۳۷)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال قلمبند کر لیا کرتے تھے۔ کفار نے انہیں کہا، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب باتیں لکھ لیتے ہو حالانکہ آپ کبھی غصّے میں ہوتے ہیں اور کبھی خوش ہوتے ہیں۔ حضرت عبداللہ نے حدیث لکھنا ترک کر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب پتہ چلا تو آپ نے فرمایا، تم لکھا کرو۔ خدا کی قسم

اس منہ سے بجز حق کے کچھ نہیں نکلتا۔ (۴۸)

عمرو بن حزم والٹی نجران کے ہاں لڑکا پیدا ہوا آپ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا کہ انہوں نے اپنے بیٹے کا نام محمد اور کنیت ابو سلیمان رکھی ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواباً لکھا کہ اس کا نام محمد اور کنیت ابو عبد اللہ رکھو۔ (۴۹)

بنو تمیم کے اعشی بنی مازن کی بیوی مطرف نامی ایک اور آدمی کے پاس چلی گئی تھی۔ اعشی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو آپ نے مطرف کو خط لکھا کہ اعشی کی بیوی لوٹا دی جائے (۵۰)

ایک بار الشفاء بنت عبد اللہ حضرت حفصہ کے پاس بینہی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تو فرمایا کیا تو اسے رقیہ النملہ نہیں سکھاتی جیسے اسے کتابت سکھاتی ہے۔ (۵۱)

مختلف ملوک کی طرف رسل و رسائل کیلئے صحابہ کے مشورہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہر بنوائی تھی جو انگوٹھی کی شکل میں تھی۔ اس پر محمد رسول اللہ کنسہ تھا۔ چنانچہ آپ ہر خط یا دستاویز پر اس کو لگاتے تھے۔

صلح حدیبیہ کے بعد ابو جندل جو سہیل بن عمرو کے بیٹے تھے بھاگ کر ساحل سمندر پر ابو بصیر سے جا ملے، وہاں انہوں نے قریش کے قافلوں پہ حملے شروع کر دیئے۔ قریش مکہ کی درخواست پر وہ شرط منسوخ کر دی گئی۔ جس کے تحت مکہ سے مدینہ کی طرف آنے والے شخص کو مکہ واپسی کرنا ضروری تھا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بصیر کو خط لکھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ لوٹ آوے۔ (۵۲)

مندرجہ بالا مثالوں سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کتابت کو کس قدر اہمیت دیتے تھے۔ اور صحابہ کرام نے اس میں مہارت حاصل کرنے کیلئے کس قدر سرعت اور محنت کے ساتھ سعی بلیغ کی تھی۔

حوالہ جات

- ۱۔ تاریخ القرآن ، ص ۲۷۔
- ۲۔ علوم الحدیث و مصطلحہ ، ص ۱۳۔
- ۳۔ عربی شاعر المرقش الاکبر کے باپ نے مرقش اور اس کے بھائی حرملة کو اہل حیرہ بحر ایک نصرانی کے سپرد کیا تھا تاکہ وہ انہیں کتابت سکھانے۔ اور جفینہ العبادی حیرہ سے مدینہ کتابت سکھانے کیلئے آیا تھا (تاریخ طبری ، ج ۵ ص ۳۲ ، الآغانی ج ۶ ص ۱۲۳ ، طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۵۸ ، مقدمہ ابن خلدون ص ۳۳۳۔
- ۴۔ فتوح البلدان ص ۳۷۶۔
- ۵۔ طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۳۹۸۔
- ۶۔ ایضاً ص ۵۲۲۔
- ۷۔ ایضاً۔
- ۸۔ ایضاً ص ۵۳۱۔
- ۹۔ ایضاً ص ۵۳۶۔
- ۱۰۔ ایضاً ص ۵۵۵۔
- ۱۱۔ ایضاً ص ۳۵۰۔
- ۱۲۔ ایضاً ص ۳۶۵۔
- ۱۳۔ ایضاً ج ۶ ص ۵۵۔
- ۱۴۔ طبقات ابن سعد ، ج ۷ ص ۲۸۹ ، ج ۳ ص ۶۱۳ ، ۵۴۲ ، ۶۰۳۔
- ۱۵۔ الآغانی ج ۳ ص ۲۵۔
- ۱۶۔ طبقات ابن سعد ، ج ۸ ص ۳۵۷ و فتوح البلدان ص ۳۷۶۔
- ۱۷۔ طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۲۹۹۔
- ۱۸۔ الفہرست ص ۱۱-۱۲۔
- ۱۹۔ الآغانی ج ۲ ص ۱۰۰۔
- ۲۰۔ المحبر : فصل اشرف المعلمین ص ۳۷۵۔

- ۲۱ - مصادر الشعر الجاهلی وقيمتها التاريخته ص ۲۳ تا ۲۲
- ۲۲ - الفهرست : ص ۱۷
- ۲۳ - الاصابه فی تميز الصحابه : ج ۱ ص ۳۵۹
- ۲۴ - سيرت النبي ج ۱ ، ص ۳۴۲
- ۲۵ - تاريخ طبری ج ۵ ص ۴۲
- ۲۶ - الاغانی ج ۱۷ ص ۳۳۱ ، الاصابه فی تميز الصحابه ج ۱ ، ص ۶۴
- ۲۷ - سيرت ابن هشام ص ۳۷۳
- ۲۸ - طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۶۸ والاصابه فی تميز الصحابه ج ۲ ص ۳۷۰
- ۲۹ - طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۴۳
- ۳۰ - طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۷۳۱
- ۳۱ - ايضاً ج ۳ ص ۱۱۸
- ۳۲ - صحيح بخاری باب كيف كان بدء الوحي الى رسول الله صلى الله عليه وسلم .
- ۳۳ - عمدة القاری ج ۱ ص ۵۲
- ۳۴ - الوتائق السياسيہ مقدمہ
- ۳۵ - الاغانی ج ۶ ص ۳۲۹
- ۳۶ - البقرة ، آیت ۲۸۲
- ۳۷ - البقرہ آیت ۲۸۲
- ۳۸ - طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۳۰۰ - ۳۰۱
- ۳۹ - ايضاً ج ۱ ص ۱۳۰
- ۴۰ - تذكرة الحفاظ ج ۱ ص ۳۰ ، طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۵۸
- ۴۱ - التنبيه والاشراف ، ص ۲۳۶
- ۴۲ - سيرت النبي ج ۱ ص ۲۷۳
- ۴۳ - الاصابه فی تميز الصحابه ج ۳ ص ۱۰۱ اور صحيح بخاری باب كتابت العلم
- ۴۴ - السنة قبل التدوين ص ۲۹۹
- ۴۵ - سنن دارمی باب زكوة الابل ، سنن دار قطنی باب زكوة الابل والغنم -
- ۴۶ - جامع ترمذی باب ماجاء فی الرخصة فی كتابة العلم -
- ۴۷ - امام ابن ماجه اور علم حديث ص ۱۳۵
- ۴۸ - سنن ابی داؤد باب كتابة العلم
- ۴۹ - طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۶۹ اور الاصابه فی تميز الصحابه ج ۳ ص ۳۵۳
- ۵۰ - طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۵۳ - ۵۴ اور الاصابه فی تميز الصحابه ج ۳ ص ۵۲۶
- ۵۱ - سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۳۷ باب ماجاء فی الرقى، الاصابه فی تميز الصحابه ج ۳ ص ۳۳۳
- ۵۲ - طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۳۳